عقیدہ توحید (قسط:۷)

بدعت کی شرعی حیثیت

محمد حسن آصم صدیقی

رسول اللہ ﷺ نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اور اہل بدعت کی تردید فرمائی ہے، شاید ہی کسی اور چیز کی اس قدر مذمت فرمائی ہو۔ درحقیقت بدعت سے دین کا اصل حلیہ اور صحیح نقشہ ہی بدل جاتا ہے، اصل و نقل اور حق و باطل کی تمیز بالکل مٹ جاتی ہے۔

زوال دین کے اسباب:

دین کا زوال دو طریقوں سے آتا ہے: **کتمان حق** اور **تلبیس حق و باطل** ۔اسی اختلاطِ حق و باطل سے دین و مذہب لوگوں کی خواہشات، اوہام اور کہاوتوں کا ایک پلندہ بن کر رہ جاتا ہے۔ جس کا جی چاہا کسی نئے طریقے کو دین میں داخل کیا اور جس کے مفادات کی راہ میں حائل ہوا اس نے کسی چیز کو دین سے باہر کر دیا۔ گویا دین نہ ہوا، بچوں کا گھروندا ہوا۔

اہل اسلام کو یہ حقیقت ہر دم ملحوظ رکھنی چاہیے کہ کسی امر کے باعث ثواب یا موجب عذاب ہونے کا فیصلہ صرف ذات باری تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور اس فیصلہِ الٰہی سے آگاہی کا راستہ صرف رسول اللہ ﷺ کا بیان ہے۔ پس اپنی مرضی، خواہش، جذبات یا تجربات کی بنیاد پر کسی چیز کو کارِ ثواب قرار دینے والا اپنے لیے منصب الوہیت و رسالت تجویز کرتا ہے۔

راہ نجات:

اللہ رب العزت نے نجات اخروی کو صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی پر منحصر رکھا ہے، دینی معاملات میں افرادِ امت کو اپنی اپنی مرضی پر بالکل نہیں چھوڑا۔ ﴿ **لقد كان لكم في رسول الله أسوة حسنة لمن كان يرجو الله واليوم الأخر وذكر الله كثيرا** ۝﴾ (الأحزاب:۲۱) ''یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں بہترین نمونہ ہے، یہ ان کے لئے مشعل راہ ہے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہوئے اللہ کا ذکر بکثرت کرتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہر معاملے میں، ہر حرکت و سکون میں، ہر نشست و برخاست میں اور

ہر خوشی وغمی میں آپ ﷺ کے نقش قدم پر چلیں اور عقائد پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہوئے سنت کے مطابق بکثرت ذکر الٰہی کا اہتمام کریں۔

نیز فرمایا:﴿ **قل إن كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفور رحيم** ﴾(آل عمران: ۳۱)''کہ دیجیے اگر تمہیں واقعی اللہ سے محبت ہے تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخشے گا اور اللہ پاک خوب بخشنے والا نہایت رحم والا ہے''۔

بیان بالکل واضح ہے آج بھی اگر کسی شخص یا جماعت کو اپنے مالک حقیقی سے عقیدت کا دعویٰ ہے تو اس کے عقائد واعمال کو جناب نبی کریم ﷺ کی اتباع کی کسوٹی پر پرکھ لینا چاہیے، سب کھرا کھوٹا معلوم ہو جائے گا۔ آپ ﷺ کے اس بہترین اسوہ اور ہدی وسیرت کی اتباع کا نام ''**سنت**''اور خلاف ورزی کا نام ''**بدعت**'' ہے۔

ہر بدعت ضلالت ہے:

عن جابر بن عبدالله قال كان رسول الله ﷺ إذا خطب احمرت عيناه وعلا صوته واشتد غضبه..... ويقول :" أما بعد فإن خير الحديث كتاب الله وخير الهدى هدى محمد وشر الأمور محدثاتها وكل بدعة ضلالة " (مسلم كتاب الجمعة ۱۵۳/۶)" **وكل ضلالة في النار**" (نسائی كتاب العيدين باب كيف الخطبة ۱۸۸/۳)''رسول اللہ ﷺ خطبہ جمعہ میں پرجوش ہو کر، بلند آواز اور انتہائی اہتمام سے ارشاد فرماتے کہ یقیناً بہترین کلام قرآن پاک ہے اور بہترین ہدایت محمد مصطفی ﷺ کی ہدایت ہے اور تمام کاموں میں سے بدترین کام دین میں نئی ایجاد کردہ بدعات ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ''اپنی ہدایت اور سیرت'' کا ''بدعت'' سے موازنہ کر کے علی رؤس الاشہاد واضح کر دیا کہ آپ ﷺ کی سنت سے زائد جو کچھ ایجاد کیا جائے وہ سب بدعت ہے اور بلا استثناء ہر بدعت گمراہی ہے۔

بعض جاہل لوگ بدعت کی مذمت پر سیخ پا ہو کر کہتے ہیں: **اگر ہر نئی چیز بدعت ہے تو سائنسی ایجادات اور روزمرہ سہولت کی چیزوں کا استعمال بھی حرام ہونا چاہیے۔**

ان باغیانِ شریعت کو اتنی تمیز ہی نہیں یا وہ بتکلف اندھا بن رہے ہیں کہ اسلام سائنس وٹیکنالوجی میں نت نئی ایجادات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے، اور دینی عقائد وعبادات میں نئی ایجادات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ لہٰذا جو چیز کتاب وسنت کی روش

کے خلاف نہ ہو وہ بدعت اور گمراہی نہیں کہلائے گی۔

نبی کریم ﷺ نے اہل بدعت کو تمام کائنات کی طرف سے لعنت کا مستحق قرار دیا ہے۔☆ اور ان کی تعظیم وتوقیر کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے: **(من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام)** ''جس نے کسی بدعتی کا احترام کیا، اس نے دین اسلام کو منہدم کرنے میں تعاون کیا'' (رواه البيهقي في شعب الإيمان مرسلا، مشكوٰة باب الاعتصام الفصل الثالث ١/٣١)

نیز رسول اللہ ﷺ نے بدعتی کی تمام عبادتوں کو باطل قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے: **(أبى الله أن يقبل عمل صاحب بدعة حتى يدع بدعته)** ''اللہ پاک نے اہل بدعت کے اعمال کو قبول فرمانے سے انکار کیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی بدعت سے باز آجائے''۔ (ابن ماجه باب احتناب البدع ١/١٩ عن ابن عباس، وضعفه في الزوائد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں: **(لا يقبل الله لصاحب بدعة صوما ولا صلاة ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا، يخرج من الإسلام كما تخرج الشعرة من العجين)** ''اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا روزہ قبول فرمائے گا نہ نماز، نہ صدقہ، نہ حج، نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی فرض عمل نہ نفل بلکہ وہ اسلام سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح گندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے''☆ (ابن ماجه: ١/١٩)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **(القصد في السنة خير من الاجتهاد في البدعة)** ''سنت نبوی کی پیروی میں میانہ روی اختیار کرنا بدعت میں محنت (رائیگاں) کرنے سے بہت بہتر ہے۔'' (سنن الدارمي: ١/٨٣)

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سن کر قرآن کے سوا جو لکھا وہ اس صحیفے میں ہے۔ (اس میں یہ حدیث بھی درج تھی): **(ومن أحدث حدثا أو آوى محدثا فعليه لعنة الله والملائكة والناس أجمعين، لايقبل منه عدل ولا صرف)** ''جس کسی نے کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ پاک کی، فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو ...'' (صحيح البخاري: كتاب الجزية، باب إثم من عاهد ثم غدر حديث (٣١٧٩) ٦/٣٢٣۔ والفقرة الأولى في سنن ابي داؤد: كتاب الديات، باب أيقاد المسلم بالكافر حديث (٤٥٣٠) ٤/٦٦٦، ٦٦٩) جبکہ بخاری مسلم کی اکثر روایات میں ''**من أحدث فيها حدثا**'' یعنی مدینہ طیبہ سے متعلق ہے۔ والله اعلم

☆ ان احادیث میں بیان کردہ وعید بدعت مکفرہ پر صادق آتی ہے۔ خصوصاً اسلام سے نکل جانے کی وعید تو صریح روایات کے مطابق خوارج کے لیے ثابت ہے۔ (دیکھیے بخاری كتاب المغازي باب ٦١ حديث [٤٣٥١] ٧/٦٦٥، مسلم كتاب الزكاة، حديث [١٤٢---١٦٠] ٧/١٥٩-١٧٥) جبکہ ابن مسعود اور عائشہ رضی اللہ عنہما کی احادیث کا اطلاق بدعت غیر مکفرہ پر ہوتا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا(**إن اللـه حجب التوبة عن كل صاحب بدعة**)''بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پرتوبہ کادروازہ بندکردیاہے۔''(الطبرانی)

معلوم ہوا کہ بدعت ایسی بدترین چیز ہے جوقلبِ انسانی کےفطری نورکو بجھادیتی ہے،اس کی صلاحیت کونا پیدکردیتی ہےاورتوبہ کی توفیق سے عاری کردیتی ہے۔ یہ بات تو عین معقول ہے، کیونکہ بدعتی اپنے زعم باطل میں ثواب کی امیدرکھ کر بدعت کاارتکاب کرتاہےتو وہ اس سے توبہ ہی کیوں کرے گا؟! توبہ تو جرائم اور معصیت پرکی جاتی ہے،کوئی مسلمان نماز پڑھ کریاروزہ رکھ کر یہ کیسے کہ سکتاہے کہ اے اللہ!میری نمازاورروزہ سے توبہ۔بدعتی نے توبہ کادروازہ اسی وقت سے اپنے اوپر بند کررکھاہے جب سے اُس نے اِسے کارِثواب تصورکیاہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا:(**من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد**) (بخاری کتاب الصلح ٥/٣٥٥،مسلم کتاب الأقضية ١٢/١٦) ''جس نے ہمارے اس دین کے معاملے میں کوئی نئی بات ایجادکی تووہ مستردہے۔''

حافظ ابن رجب حنبلیؒ کہتے ہیں:اس حدیث کے بعض الفاظ میں(**من أحدث في ديننا**)ہے۔اس کامفہوم نہایت واضح ہے کہ دین اسلام میں کوئی بھی شخص کسی ایسی چیز کااضافہ کرے جس کی اجازت اللہ اوراس کے رسول ﷺ سے ثابت نہ ہوتواس ایجادشدہ چیز سے دین اسلام بری اور بیزار ہے۔(جامع العلوم و الحكم)

روایت میں(**ديننا**)کےلفظ نے ان جاہلوں کا ناطقہ بندکردیاہےجو بدعت کی حرمت پراعتراض کرتے ہوئے کہتے ہیں:اگر ہرنئی چیز بدعت ہےتو چادروتہبنداوڑھ کرگدھے پرسوار ہوناپڑے گا۔ان عقل کے اندھوں میں اتنا بھی شعورنہیں کہ معاشرتی زندگی کے بودوباش اورروزمرہ استعمال کی سہولتوں اوراجروثواب کی آس میں بزرگوں کےایجادکردہ نئے نئے اعمال کواختیارکرنے میں فرق کرسکیں۔

یہ حدیث نص صریح ہے کہ جتنے رسوم ورواج عبادت کے نام سے رائج ہیں وہ بلااستثناءمردوداور باطل ہیں۔

مولاناخرم علی صاحب الحنفیؒ تحریرفرماتے ہیں: جتنی بدعتیں لوگوں نے خلاف شرع نکالی ہیں،اس حدیث سے سب رد ہوگئیں۔تفصیل کی حاجت نہیں مثلاً قبرپرگچ کرنا،گنبدبنانا،قبروں پرروشنی کرنا،تعزیہ بنانا،بزرگوں کامیلہ کرنا،اولیاء کی منت ماننا،جھنڈے نشان کھڑے کرنا سراسردین کے خلاف ہے۔قرآن وحدیث،اجماع اور قیاس شرعی میں ان کی کچھ اصل نہیں۔(ترجمہ مشارق الأنوار ص: ٩٠)

بدعت کا لغوی و شرعی معنیٰ:

۱۔ لغت کے مشہور امام ابو الفتح ناصر بن عبدالسید المطرازی لکھتے ہیں: بدعت ابتداع کا اسم ہے، پھر لفظ ''بدعت'' کا اطلاق ایسی چیز پر غالب آ گیا جو دین میں کم یا زیادہ کر دی جائے۔

۲۔ علامہ مجدالدین فیروز آبادیؒ لکھتے ہیں: بدعت ایسی چیز کو کہا جاتا ہے جو تکمیل دین کے بعد نکالی گئی ہو یا رسول اللہ ﷺ کے بعد خواہشات اور اعمال کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی ہو۔

۳۔ امام راغب اصفہانیؒ تحریر کرتے ہیں: مذہب میں ''بدعت'' کا اطلاق ایسے قول پر ہوتا ہے جس کا قائل یا فاعل صاحب شریعت کے نقش قدم پر نہ چلا ہو اور شریعت کی سابقہ مثالوں اور اس کے محکم اصولوں پر گامزن نہ ہوا ہو۔ (مفردات القرآن: ۳۷)

۴۔ امام محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی قلمبند کرتے ہیں: بدعت اکمال دین کے بعد دین میں احداث (ایجاد) کا نام ہے۔

۵۔ بدعت: دین میں کوئی نئی بات یا نئی رسم نکالنا۔ (فیروز اللغات)

۶۔ البدعة: بغیر نمونہ کے بنائی ہوئی چیز۔ دین میں نئی رسم، وہ عقیدہ یا عمل جس کی کوئی اصل قرون ثلاثہ مشہود لہا بالخیر میں نہ ملے۔ (مصباح اللغات)☆

اکابر علمائے دیوبند:

دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ علمائے کرام سلف صالحین کی تحقیق پر کامل اعتماد کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ بدعت کی تعریف میں بھی سلف کے نقش قدم پر ہیں۔

۱۔ مولانا کریم بخش رحمہ اللہ: اصطلاح شریعت میں ہر وہ فعل ''بدعت'' ہے جس کو قرون ثلاثہ کے اہل حق

☆ ابوالحسن بلیاوی کی تشریح کی روشنی میں خارجیت، انکار تقدیر، رفض اور تشیع وغیرہ بہت سارے نئے ایجاد شدہ اعتقادات بدعت کی حد سے خارج ہو جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ وہ صحابہ کرام ؓ اور تابعین عظامؒ کے زمانوں میں ایجاد ہوئے تھے۔ جبکہ تمام صحابہ کرام ؓ اور ان کے پیرو کار تابعین رحمہم اللہ اجمعین انہیں بدعت وضلالت قرار دے کر ان کی تردید بلکہ بیخ کنی میں حتی الامکان خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔

کی اکثریت نے قبول نہ کیا ہو یا ان پاک زمانوں میں اس کو خلاف دین کہا گیا ہو یا خود ان زمانوں کے بعد پیدا ہو گیا ہو جس میں عقیدۂ غیر ضروری کو ضروری سمجھا جائے یا ضروری کو غیر ضروری۔(حقيقة الإيمان)

۲۔ مولانا شبیر احمد عثمانی رحمه الله :بدعت کہتے ہیں ایسا کام کرنا جس کی اصل کتاب وسنت اور قرون مشہود لہا بالخیر میں نہ ہو اور اس کو دین اور ثواب کا کام سمجھ کر کیا جائے۔(حاشیه حمائل شریف ص: ۷۰۲)

۳۔ علامہ مفتی کفایت اللہ رحمه الله :بدعت ان چیزوں کو کہتے ہیں جن کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو یعنی قرآن مجید اور احادیث شریف میں اس کا ثبوت نہ ملے اور رسول اللہ ﷺ، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانے میں اس کا وجود نہ ہو اور اسے دین کا کام سمجھ کر کیا جائے یا چھوڑا جائے۔(تعلیم الاسلام حصہ چہارم)

☆☆☆☆☆☆☆

''بدعة'' کا معنی ہے:''الاختراع على غير مثال سابق'' یعنی بغیر نمونے کے ایجاد کرنا۔اس معنی میں یہ لفظ قرآن حکیم میں بھی آیا ہے، جیسے:﴿ بديع السموات والأرض﴾''اللہ آسمانوں اور زمین کو بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا ہے۔'' (البقــــرة:۱۱۷، الأنعام:۱۰۱) ﴿ قل ما كنت بدعا من الرسل ﴾ (الاحقاف:۹)''آپ فرما دیجیے: میں کوئی انوکھا پیغمبر تو نہیں ہوں۔''

امام ابن حجر نے ابن عبدالسلام کی تفصیل نقل کی ہے جس میں انہوں نے لغوی اور شرعی معنی میں فرق کیے بغیر بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ **واجب**: جیسے علم نحو کا سیکھنا جس کے ذریعے قرآن وحدیث کو سمجھنے میں مدد ملے۔یا غریب الفاظ کی تشریح اور اصول فقہ وحدیث وغیرہ کا علم۔

۲۔ **حرام**: مخالفِ سنت گروہوں کے ایجاد کردہ عقائد واعمال۔جیسے: قدریہ، مرجیہ اور معتزلہ کے نظریات۔

۳۔ **مندوب**: ہر اس بھلائی کا اہتمام جو کسی عذر یا عدم ضرورت کی وجہ سے زمانہ نبوی میں رائج نہ تھا۔جیسے نماز تراویح کے لئے جماعت کا اہتمام اور مدارس ومسافر خانوں کا قیام، حسب ضرورت مناظرہ کی مجلس قائم کرنا وغیرہ۔

۴۔ **مباح**:ضرورت اور سہولت سے بڑھ کر دنیاوی نعمتوں سے لذت اندوزی اور حسب ضرورت سائنس وٹیکنالوجی کے ایجادات سے فائدہ اٹھانا۔

۵۔ **مکروہ**:مباح اشیاء کے برتنے میں بلاضرورت وسعت اختیار کرنا۔(فتح الباري: ۲۶۸/۱۳)

ان میں سے پہلی قسم اصولی قاعدے ''مالا يتم الواجب الا به فهو واجب'' کے تحت واجب ہے۔ اور اسی قسم میں سائنس وٹیکنالوجی کا وہ علم بھی شامل ہے جس کے بغیر اسلامی ملک کی دفاعی ضروریات پوری نہیں ہوتیں۔

اور دوسری قسم شرعی اصطلاح کی بدعت ہے۔ جبکہ دیگر تینوں اقسام صرف لغوی معنی کے لحاظ سے بدعت میں داخل کی گئی ہیں۔ ان میں واقع ہونے والی کراہت بھی اسراف یا کسی اور شرعی پہلو سے پائی جاتی ہے۔

شرعی اصطلاح: علماء نے بدعت کی تعریف میں جتنی عبارتیں استعمال کی ہیں، ان میں اپنی اپنی استعداد کے مطابق وضاحت کی ہے لیکن اصل مفہوم میں کوئی بنیادی فرق نہیں ہے۔

ا۔ امام ابراہیم الشاطبی رحمہ اللہ نے کہا: (البدعة طريقة في الدين مخترعة تضاهي الشريعة يقصد بالسلوك عليها المبالغة في التعبد لله سبحانه) ''بدعت: دین میں ایجاد شدہ طریقہ ہے، یہ دیکھنے میں شریعت جیسی ہوتی ہے، جس کو اختیار کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مبالغہ کرنا ہے۔ (الاعتصام ۱/۳۷)

یعنی اسلام کے تشریعی مصادر سے اخذ شدہ عبادات کے علاوہ کوئی اور اضافی عبادت اختیار کرنا یا ثابت شدہ عبادتوں کے اندر ایسی تبدیلی کرنا جس سے زیادہ ثواب کی امید رکھی جائے، ''بدعت'' کہلاتی ہے۔

بندوں کے اقوال واعمال سے متعلق شرعی احکام کی تین قسمیں ہیں:

۱۔ ایسا حکم جس میں بندے سے کوئی کام مطلوب ہو۔ اس میں واجب اور مستحب دونوں شامل ہیں۔

۲۔ ایسا حکم جس میں بندے سے کوئی کام ترک کرنا مطلوب ہو۔ اس میں حرام اور مکروہ شامل ہیں۔

۳۔ ایسا حکم جس میں بندے کو اختیار حاصل ہو۔ اسے فقہاء کے الفاظ میں ''مباح'' کہا جاتا ہے۔

جس قسم کے کام کو ترک کرنا بندے سے مطلوب ہے، اس کی مزید دو قسمیں ہیں:

(الف) ایک وہ قسم جو شرعی احکام کے مخالف اور عبادات سے بالکل مختلف کام ہیں اور اس کے کرنے والے کو ثواب ملنے کی کوئی امید نہیں ہوتی۔ انہیں معصیت اور گناہ کہا جاتا ہے اور اس کی سنگینی کی شدت کے لحاظ سے اس کے ارتکاب کرنے والے کو: فاسق، فاجر، پاپی، وعاصی کہا جاتا ہے۔ اور مکروہ قسم کی غلطیوں کو کوتاہی، لاپرواہی وغیرہ کا نام دیا جاتا ہے۔

(ب) دوسری وہ قسم جو عام طور پر شرعی عبادات سے مشابہت رکھتی ہے اور اس کا ارتکاب کرنے والا ثواب کی امید بھی رکھتا ہے لیکن وہ اپنی کمیت، کیفیت، حدود، آداب اور اوقات کی تعیین کے لحاظ سے شرعی دلائل کے مخالف ہوتی ہے۔ اسی قسم کو ''بدعت'' کہا جاتا ہے۔